

قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیقی تالیف



عظمت قرآن

اور

بشیر امید مسیلا دالنبی

غلام غوث بغدادی قادری

تالیف

مستعلم جامعہ الاسلامیہ بغداد شریف العراق
کلیہ فکر اسلام و الدعویہ الاسلامیہ

نور القلم غوثیہ قرآن انٹرنیشنل

رابطہ: 0322-2232030
www.noorequran.net



جامع مسجد بہار شریعت
بہار آباد کراچی



الحمد لله عز وجل
اس مختصر تحریر میں مجوزہ عید میلاد النبی ﷺ
کا ثبوت
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کے عطا کردہ اصول سے پیش کیا گیا ہے
جو ان شاء اللہ قارئین پر
مطالعہ کرنے کے بعد ظاہر ہوگا۔

کتاب
قرآن کی تہ اور معیار ہدایت
منظر عام پر آچکی ہے۔
جس میں

- ۱۔ قرآن پاک سے نور و ہدایت پانے کا معیار
 - ۲۔ عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات اور وسعت نظری کی اہمیت
 - ۳۔ حقیقت شرک
 - ۴۔ صفات باری تعالیٰ اور صفات محبوب باری علیہ السلام میں فرق
 - ۵۔ اولیاء اللہ اور من دون اللہ میں فرق (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
 - ۶۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صالحین کے عقائد و نظریات
(بعد از وصال مد و طلب کرنے کے بارے میں)
- ★ مذکورہ کتاب کو فقہ العصر جانشین مفتی اعظم نے ہر گھر کی ضروریات قرار دیا ہے۔
نوٹ: یہ تحریک ختم قادریہ شریف میں کئے گئے درس قرآن کا تحریری مکرر ہے جسے ترمیم و اضافہ کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔



الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ

مشکلات سے نجات اور جائز مقاصد میں کامیابی کیلئے ہر اتوار بعد نماز عصر تا مغرب
جامع مسجد بہار شریعت (بہادر آباد) میں تشریف لائیں
یہ عظیم الشان ختم قادریہ www.khatmeqadria.net سے براہ راست نشر کیا جاتا ہے۔

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

عظمتِ قرآن اور جشنِ عید میلاد النبی ﷺ

64

نام کتاب

صفحات

تعداد 2300	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ / اپریل 2004ء	اشاعت اول
تعداد 2000	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ / اپریل 2004ء	اشاعت دوم
تعداد 1100	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ / مئی 2004ء	اشاعت سوم
تعداد 1100	ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ / مئی 2004ء	اشاعت چہارم
تعداد 2200	صفر المظفر ۱۴۲۶ھ / اپریل 2005ء	اشاعت پنجم
تعداد 4400	صفر المظفر ۱۴۲۶ھ / اپریل 2005ء	اشاعت ششم
تعداد 2000	ربیع الاول ۱۴۳۱ھ / فروری 2010ء	اشاعت ہفتم
تعداد 3000	ربیع الاول ۱۴۳۲ھ / فروری 2011ء	اشاعت ہشتم



زیر اہتمام

نور القحزنیہ غوثیہ آرن انٹرنیشنل



ملنے کا پتہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

Cell: 0322-2232030

www.tafseerequran.net / www.khatmeqadria.net / www.noorequran.net



عظمتِ قرآن

۱۰

جشنِ عیدِ میلادِ النبی ﷺ

قرآن و حدیث و اقوال صالحین کی

روشنی میں تحقیقی تالیف

مؤلف

(مدظلہ العالیہ)

علامہ غلام غوثؒ بغدادی قادیانیؒ

نور القحزنیہ غوثیہ آرن انٹرنیشنل



جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

انتساب

امیر طیبہ، اسد اللہ واسد رسول اللہ

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

جنہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے بعد از وصال ان خطابات سے نوازا
يَا حَمْزَةُ فَاعِلُ الْخَيْرَاتِ ، يَا كَاشِفَ الْكُرْبَاتِ (اے نعمتیں بانٹنے
والے اور اے غموں کو دور کرنے والے) ﴿المواہب اللدنیہ ج 1 ص 212﴾

اور

سرکارِ بغداد حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے بارے میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا خلاصہ کلام یہ ہے
کہ بفضل اللہ انوار و تجلیات فیوض و برکات اس طور پر منتقل ہو چکے ہیں کہ
شیخ عبدالقادر جیلانی قطبیت کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ اب ہمیشہ کے لئے
ولایت کا تاج اسے عطا کیا جائے گا جو اس در سے فیض یاب ہو ﴿مکتوبات شریف﴾

الافتاء

محدثِ مدینہ طیبہ شیخ محقق علی الاطلاق سیدی وسندی

عبدالحق محدث رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے فیض کی بنا پر صدیوں سے برصغیر میں بخاری و مسلم کا نور
سینوں میں منتقل ہوا جنہوں نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کھڑے
ہو کر با ادب درود و سلام پیش کرنے کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیا اور تمام
علماء و مشائخ اور شیوخ طریقت اہلسنت کے نام جنہوں نے اپنی کوششوں
سے گمراہوں کو ہدایت کا راستہ بتایا اور فضل الہی سے سخت دلوں کو موم
کر دیا۔

فہرست کتاب

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
1	پہلے اسے پڑھئے	الف
2	مقدمہ کتاب	1
3	جادوگر سجدے میں گر گئے	3
4	مردوں کو زندہ کر دیا	4
5	عرب کے حالات	4
6	عالم خوشیوں سے جگمگا اٹھا	5
7	فیصلہ ہو چکا	6
8	فصح و بلیغ عاجز آ گئے	7
9	قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہ کر سکا	9
10	یہ کسی بشر کا کلام نہیں	9
11	تائب ہو گیا	10
12	عظمت قرآن بزبان قرآن	11
13	مقصود کلام	12
14	سوال نمبر 1	13
15	ناقابل برداشت	15
16	رضائے مصطفیٰ ﷺ	15
17	خصوصی نظرِ کرم	16

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
18	مقامِ ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ	16
19	دوسرا سوال	17
20	شیطان لعین کی بے باکی	18
21	امت کو پاکیزہ فکر عطا کر دی	19
22	اسلام اور تیسری عید کا تصور	21
23	آخری سوال	23
24	خود ساختہ اصول	24
25	مدنی آقا ﷺ کا عطا کردہ مدنی اصول	24
26	دونوں عیدوں سے افضل دن	25
27	قبولیت کی گھڑی	25
28	اسلامی اصول	26
29	خوشی پر انعام	26
30	محققین کے نظریات	28
31	شیطان کا ناکام وار	30
32	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ اصول	31
33	دعوتِ فکر	35
34	ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	36
35	شیطان کا آخری وار	37

اہلیانِ کراچی کی خوش نصیبی:

الحمد للہ عزوجل بہار شریعت مسجد میں جو کہ بہادر آباد چورنگی کے پاس واقع ہے ہر جمعہ کی رات عشاء کی نماز کے تقریباً پون گھنٹے بعد 11½ گھنٹے کیلئے نورِ قرآن نشست ہوتی ہے۔ جہاں پروجیکٹر Projector اسکرین کے ذریعے قرآن پاک کے لفظ سے خوش نصیب اپنی آنکھوں کو منور کرتے ہیں، ایک ایک لفظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفسیر پیش کی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ جب ہم قرآن کا فیض حاصل کریں گے تو نورِ قرآن سے ہم بھی منور ہوں گے اور ہمارے گھر والے بھی منور ہو جائیں گے۔

الحمد للہ! مکمل قرآن پاک کی سی ڈیز اور مختلف عنوانات پر بیانات خصوصاً ”جنتی گھرانہ“، ”گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے“ کی سی ڈیز اور شرک کی حقیقت پر کتاب اردو اور پشتو زبان میں دستیاب ہیں، ان کو ضرور مطالعہ فرمائیں اور ہماری ویب سائٹ کا ایک بار ضرور وزٹ کیجیے نیز خواتین کیلئے پردے کا خاص انتظام بھی ہوتا ہے۔ آخر میں یہ ہی عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور ﷺ، صحابہ کرام اور صالحین سے محبت اور الفت وبرقرار رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کے دعا کریں کہ ”اے اللہ عزوجل میری ایمان کی حفاظت فرما اور جس طرح آج تیری توفیق اور عطا سے صحابہ کرام اور صالحین علیہم الرضوان کے عقائد و نظریات دل میں بسائے ہوئے ہوں، تیری قدرتی کاملاً پر یقین رکھتے ہوئے اولیاء کاملین کی عظمت کے کائل ہوں۔ مجھے اسلامی عقیدے پر ثابت قدمی نصیب فرما۔“

اے پرودگار! میری یہ دعائیں اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
36	جو کام خیر ہوا سے کرنا چاہئے	38
37	حرمین طیبین اور محافل میلاد	39
38	محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا تعارف	39
39	مفسر قرآن کے نظریات	40
40	ضابطہ برائے بدعت	41
41	مکتہ المکرمہ میں جلوس کا ایمان افروز منظر	42
42	صالحین کے نظریات	43
43	اہل مدینہ اور محافل میلاد	45
44	کاش! میں ربیع الاول کے ہر دن محفل سجاتا	45
45	محدث مکتہ المکرمہ کا اپنا عمل	46
46	شیخ محقق علی الاطلاق کا تعارف	47
47	برصغیر کے مسلمانوں کی خوش بختی	47
48	اجازت صحابہ ستہ	48
49	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی دعا	49
50	عاجزانہ درخواست	49
51	درود و سلام کی بہاریں (قبر سے کستوری کی خوشبو)	51

(الف)

پہلے اسے پڑھئے

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جس نے ایمان کی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی۔ اس نعمت کے حصول کے بعد ہم پر یہ لازم ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے کوشاں رہیں کیوں کہ شیطان لعین ایمان کا دشمن ہے اور اس کی آرزو و تمنا ہے کہ لوگوں کے قلوب ایمان کی جان یعنی تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہو جائیں اسی لئے شیطان مختلف وسوساں کے ذریعے مسلمانوں کو حضور ﷺ کے ذکر سے روکتا ہے۔

الحمد للہ عز و جل اس مختصر تحریر میں شیطانی حملوں کا تعاقب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا کردہ اصول سے کیا گیا ہے جو انشاء اللہ عز و جل قارئین پر مطالعہ کرنے کے بعد ظاہر ہوگا۔

دراصل احقر تحریر کی صلاحیت اپنے اندر نہیں پاتا صرف ایک ناقل کی حیثیت ہے وہ بھی برادر مکرم محمد سلیم غازیانی صاحب کے خلوص کی بنا پر جسارت کی ہے کیوں کہ سلیم بھائی وہ پیارے محسن ہیں جو روزانہ (اکثر) موئے مبارک شریف کی زیارت کے مبارک لمحات میں ناچیز کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں موئے مبارک شریف کے صدقے دونوں جہاں کی دائمی عزتوں سے مالا مال فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حضور پر نور ﷺ کی ولادت باسعادت کے صدقے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ میرے تمام اساتذہ کرام بالخصوص امام العصر، بقیۃ السلف حضرت علامہ مولانا خادم حسین رضوی مدظلہ العالی،

میری والدہ محترمہ اور تمام محسنین (دعا فرمانے والوں) کے صدقے و طفیل اس تحریر کو قبول و منظور فرمائے، ان تمام کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما کر اخلاص کے ساتھ ڈھیروں ثواب جاریہ کے کام کرنے کی عظیم سعادت عطا فرمائے اور اس تحریر میں مکمل تعاون فرمانے والے مفتی محمد آصف عبداللہ قادری کو دونوں جہاں کی نعمتوں، دائمی عزتوں سے مالا مال فرمائے اور ان کے علم و عمل اور عاجزی و اوکساری میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خامی (العلماء)

غلام غوث بغدادی قادری مدظلہ العالی

یکم ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

۱۶ فروری ۲۰۱۰ء

بروز منگل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ کی رحمت چھما چھم برس رہی ہے، کرم کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ انعام و اکرام کی نورانی بارش ہو رہی ہے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل ہو چاہتی ہے، جو دو عطا کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ اسی اثنا میں وہ بلند و بالا ہستی جس کے لیے نارنمر و گل گزار بنی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام دعا کے لیے دامن پھیلائے ہوئے ہیں اور پیارے ذبیح پیکر صبر و رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام آمین کہہ رہے ہیں۔

ارشاد باری عزوجل ہے:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

﴿سورة البقرة، آیت نمبر ۱۲۷، پ ۱ ع ۱۵﴾

ترجمہ: ”اے رب ہمارے، ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا“

سبحان اللہ! دعا کرنے کا ہمیں طریقہ سکھا دیا کہ پہلے عمل صالح کے قبول ہونے کی التجا، بعد میں مدعا و مقصود کے لیے عرض گزار ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام دعا کے ابتدائی حصہ میں رحمت الہی عزوجل کی درخواست پیش کرنے کے بعد اس طرح مصروف التجا ہیں:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ

﴿سورة البقرة، آیت نمبر ۱۲۹، پ ۱ ع ۱۵﴾

ترجمہ: ”اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا“

انبیائے کرام علیہم السلام کی پاکیزہ اور مبارک سوچ یہ پیغام دے رہی ہے کہ ان کے قلوب لوگوں کی ہدایت کے خواہاں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے کہ راہ سے بھٹکے ہوئے لوگ سچی راہ پر استقامت پذیر ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے۔ عبادت کرنے والوں کی اس کے یہاں کمی نہیں ہے۔ حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ مکاشفۃ القلوب میں لکھتے ہیں کہ ایسے فرشتے بھی ہیں کہ جب سے پیدا ہوئے ہیں برابر سجدے میں ہیں، قیامت کے روز سر اٹھائیں گے اور کہیں گے ”پروردگار! تیری ذات پاک ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے“۔ (مکاشفۃ القلوب)

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

﴿سورۃ آل عمران آیت نمبر 97، پ 4، ع 1﴾

ترجمہ: ”تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے“

بے شک اگر پالنہار پروردگار عزوجل چاہتا راستے سے بھٹکے ہوئے بدنماداغ اپنی بدنمائی کا دھبہ خود ہی دور کر کے نیکوکار، متقی اور پرہیزگار بن جاتے لیکن رب تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا اور انبیائے کرام علیہم السلام کو ان عظیم الشان معجزات سے نوازا جن کی بناء پر لوگ ان کی طرف مائل ہوئے اور ایمان قبول کر لیا۔

جادو گر سجدے میں گر گئے:

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک سے بڑھ کر ایک جادوگر شعبدہ بازی کے ذریعے عقل انسانی کو متحیر کیے ہوئے تھا۔ جب یہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابل ہوئے فرمان رب العلمین عزوجل جاری ہوا:

وَالْقِيَامَ فِي يَمِينِكَ تَلَقَّفْ مَا صَنَعُوا ط إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ

سِحْرٍ ط وَلَا يُفْلِحُ السَّحَرُ حَبْثُ أَتَى

﴿سورۃ طہ، 69، پ 16، ع 12﴾

ترجمہ: ”اے موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اس کو زمین پر ڈال دو وہ ان کی ساری بناوٹوں کو نگل جائے گا۔ ان کی ساری بناوٹیں جادو کا فریب ہیں اور جادوگر کہیں بھی آئے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا“

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک غضب ناک اژدھا بن کر آگے بڑھا اور تمام جادوگروں کے سانپوں کو آن واحد میں نگل گیا۔ اس مبارک معجزہ کی بناء پر جادوگروں کی کیفیت یہ ہوئی:

فَالْقِيَامَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَ مُوسَى

﴿سورۃ طہ، 70، پ 16، ع 12﴾

یعنی ”تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور بولے ہم حضرت ہارون اور موسیٰ علیہما السلام کے رب پر ایمان لائے“

مُردوں کو زندہ کر دیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں بڑے بڑے اُطباء اور حُکماء اپنے فن اور کمال کی بناء پر لوگوں میں معزز تھے لیکن کوئی ایسا طبیب نہ تھا جس نے اندھوں کو بینائی دی ہو۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا اظہار اپنی قوم سے اس طرح فرماتے ہیں:

وَأُبْرِئِ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ

﴿سورة آل عمران، آیت ۴۹، پ ۳، ع ۱۳﴾

ترجمہ: ”میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے“

بنی اسرائیل کے حکماء اور اطباء آپ علیہ السلام کے ان روشن معجزات کی بناء پر حق کی جانب مائل ہو گئے۔

عرب کے حالات:

حضورِ اکرم ﷺ کی آمد سے قبل ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لوگ خود ساختہ مٹی اور پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے۔۔۔۔۔ بتوں کو حاجت روا۔۔۔۔۔ مشکل کشا جانتے تھے۔۔۔۔۔ ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔ عزتیں محفوظ نہ تھی۔۔۔۔۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔ الغرض حالات اتنے ابتر تھے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

﴿سورة آل عمران، آیت نمبر 164 پ 4 ع 8﴾

یعنی: ”محبوبِ کریم ﷺ سے قبل لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے“

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی خاص مہربانی ہوئی جس نے تمام نعمتوں سے بڑھ کر ایسی نعمت عطا فرمادی جس کی بناء پر بنی آدم کے مقدر جاگ اٹھے اور اِشمامِ نعمت کا تاج عطا فرما کر اپنے محبوبِ کریم رؤف رحیم ﷺ کو اس طور پر مبعوث فرمایا کہ اطرافِ عالم میں خوارقِ عادات بطور علامت ظاہر ہونے لگے گویا کہ رسالت کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہونے والا ہے۔

عالم خوشیوں سے جگ مگا اٹھا:

حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا جو بڑے عالم تھے کہ) جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہو جائیں چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے۔ دنیا کے پہاڑ بلند ہو گئے اور سمندر چڑھ گئے اور ان کی مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ چنانچہ تمام فرشتے حاضر ہو گئے اور شیطان کو سترزنجیریں پہنائی گئیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نور والے آقا ﷺ کی نورانیت کا ذکر اس طرح فرماتی ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے مشرق و مغرب منکشف فرمائے میں نے تین جہنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے۔۔۔۔۔ ایک مشرق میں۔۔۔۔۔ ایک مغرب میں

اور ایک کعبہ کی چھت پر ﴿الخصائص الكبرى﴾

اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل و اعلیٰ نعمت کی تشریف آوری سے قبل ہی عالم کارنگ بدلا جا رہا ہے۔ خوشی و شادمانی سے کونین مسرور ہیں، جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں۔ مبارک دینے کے لیے حوران بہشت منتظر ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام جن کی بشارتیں دیتے چلے آئے اُس محبوب رب العالمین ﷺ کی آمد پر کون خوش نہیں ہوگا؟؟۔۔۔۔۔ سوائے ازلی دشمن کے جو اس مبارک موقع پر چیخ و پکار کر رہا ہے۔ یہ خوش ہونے والوں پر راضی نہیں ہے۔ **شرح شیخ زادہ** میں ہے کہ دنیا کے تمام بت اوندھے پڑے تھے، تخت شیطان بھی اوندھا پڑا تھا۔ شیطان لعین اس غم میں چالیس دن دریاؤں میں غوطہ لگا تا رہا پھر بھاگ کر جبل ابوقبیس پر آیا اور ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام ذریت جمع ہو گئی تو ان سے شیطان نے کہا:

وَيَلْكُمُ هَلَكْتُمْ هَذِهِ الْمَرَّةَ هَلَا كَأَلَّمْ تَهْلِكُوا مِثْلَهُ . قَالُوا وَمَا الْقِصَّةُ فَقَالَ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمُبْعُوثِ بِالسَّيْفِ الْقَاطِعِ الَّذِي لَا حِيلَةَ بَعْدَهُ يُبْطِلُ عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزَّى وَسَائِرِ الْأَصْنَامِ وَلَا تَأْتِي مَوْضِعًا إِلَّا وَجَدْنَا فِيهِ ذِكْرَ الْوَحْدَانِيَّةِ

عَلَانِيَّةً الْخ

﴿طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ﴾

توجہ: ”وائے!“ (افسوس ہے) تم پر۔۔۔ اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہو رہے ہو کہ ایسی ہلاکت اس سے قبل تم پر کبھی نہ آئی تھی۔ ذریت شیطان (شیطان کے چیلوں) نے کہا کہ قصہ تو بتا؟ کیا مصیبت آگئی؟؟ شیطان نے کہا: عنقریب اسی جگہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ﷺ رضی اللہ عنہما

آ رہے ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث بالسیف قاطع ہیں ان کی رونق افروزی کے بعد کوئی چال اور حیلہ نہ چل سکے گا۔ لات و عزی اور تمام بتوں کی پرستش کو باطل کر دیں گے اور کہیں وہ تشریف نہ لائیں گے مگر وہاں ذکر توحید الہی ہوتا نظر آئے گا۔ اور یہ امت ہمارے (جھوٹے) خداؤں پر ان کی تعلیم کی وجہ سے لعنت کرے گی اور شیطان کو رجیم (مردود) کہے گی اور اس نبی کی رونق افروزی کے بعد ہماری آنکھیں پتھر جائیں گی اور ہمارے دل حزین و غمگین ہوں گے“

محبوب کریم ﷺ کی آمد سے قبل فیصلہ ہو چکا کہ شیطان کے لیے یہ بات قابل برداشت نہیں کہ لوگ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ولادت پر خوش ہوں ایک طرف خوشیوں کا وہ سماں ہے جس کی نظیر نہیں تو دوسری طرف شیطان کی چیخ و پکار کی مثال نہیں۔ اس سماں کو حسین انداز میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس طرح بیان کرتے ہیں:

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں

فصیح و بلیغ عاجز آگئے:

حضور ﷺ جس زمانہ میں تشریف فرما ہوئے، یہ فصاحت و بلاغت کا دور تھا۔ عرب کے چھوٹے چھوٹے بچے فصاحت و بلاغت میں درجہ کمال پر فائز تھے اور حیرت انگیز حافظہ کے مالک تھے۔ شعرائے عرب کے قصائد بیت اللہ کی دیواروں پر معلق کیے جاتے۔ ایک سے بڑھ کر ایک فصیح و بلیغ اپنے فن کی مہارت کے پیش نظر دوسروں کے کلام میں عیب تلاش کر لیتا۔ لیکن قرآن پاک کا اعجاز تھا کہ بڑے سے بڑا فن کار اس کے معارضہ سے عاجز آ گیا اور اعجاز قرآن کے حضور سب نے اپنی عاجزی کا اعتراف کر لیا۔

ابتداء میں ارباب فصاحت و بلاغت خوش فہمی میں مبتلا ہو کر کہنے لگے
لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا؟ یعنی اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام بنا کر بول سکتے ہیں لیکن
جواب یہ ملا کہ

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿سورۃ طور، آیت نمبر 34﴾

یعنی: اگر یہ لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو قرآن جیسی کوئی ایک بات لائیں۔ قرآن کا
یہ چیلنج سن کر فصحاء عرب نے انتہائی کوشش کی مگر عاجز رہے چنانچہ ان سے قرآن پاک جیسی
صرف دس سورتوں کا مطالبہ کیا گیا کہ تم لے آؤ! إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ”اگر تم سچے ہو“
قرآن پاک کی مثل تو کیا پیش کرتے، دس سورتیں بھی نہ لاسکے۔ فصیح و بلیغ جمع
ہیں۔ باہم مشورے ہو رہے ہیں لیکن یہ کسی بشر کا کلام نہیں کہ مقابلہ ہو سکے۔۔۔۔۔۔۔۔
اللہ رب العالمین عزوجل کے کلام نے جھنجھوڑتے ہوئے یہ اعلان فرمادیا:

قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا
الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا
﴿سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 88، پ 15، ع 10﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند
لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو“
عاشقِ ماہِ نبوت علامہ بوصیری علیہ الرحمة عظمت قرآن کو
اس طرح بیان فرماتے ہیں:

مَا حُورِبَتْ قَطُّ إِلَّا عَادِمُنْ حَرْبٍ

أَعْدَى الْأَعَادِي إِلَيْهَا مُلْقَى السَّلَامِ ﴿تصیدہ بردہ شریف۔ فصل 6﴾

ترجمہ: ”قرآن کی آیتوں سے کبھی سخت سے سخت دشمن نے محاربہ نہ کیا مگر غضب ناک
ہو کر لوٹا یا سلامتی سے اسے قبول کیا“

قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہ کر سکا:

ابن مقفع نے جو اپنے وقت کا افصح اللسان (سب سے بڑا فصیح) تھا، چند فقرے لکھے
اور چاہتا تھا کہ مقابلہ میں پیش کرے لیکن اُس نے کسی قاری کو سورۃ ہود کی یہ آیت پڑھتے سنا:

يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسْمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيَضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ
الْأَمْرُ وَأُسْتُوتَ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
﴿سورۃ ہود، آیت نمبر 44، پ 12، ع 4﴾

ترجمہ: ”اور (طوفان نوح کے بعد) حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے
آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ
دور ہوں بے انصاف لوگ“

بس فوراً نادم ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! کوئی شخص قرآن کی فصاحت کا مقابلہ
نہیں کر سکتا۔

یہ کسی بشر کا کلام نہیں:

ولید بن مغیرہ قریش میں میدان فصاحت کا بڑا شہسوار مانا ہوا تھا ایک روز حضور ﷺ
کی خدمت میں بقصد معارضہ آیا اور خیال کیا کہ حضور ﷺ سے بلاغت میں مقابلہ کروں گا تو
حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا ”إِقْرَأْ عَلَيَّ“ کچھ پڑھیے! حضور ﷺ نے یہ آیت
تلاوت فرمائی:

قرآن مجید فرقان حمید ہی وہ روشن و منور کتاب ہے جس میں ہر شے کا واضح بیان ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے“

قرآن مجید کتاب انقلاب بھی ہے اور علم و عرفان کا آفتاب جہاں تاب بھی اور کیا ہی خوب کہا گیا:

**جَمِيعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لَكِنْ
تَقَاصَرَ عَنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ**

ترجمہ: ”تمام علوم قرآن کے اندر موجود ہیں یہ اور بات ہے کہ لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں“

جمع علوم و معارف کی روشن کتاب کے بارے میں ارشاد ربانی عزوجل ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ

ترجمہ: ”ہم نے قرآن میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا“

مقصود کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب ہم جان چکے کہ قرآن پاک میں ہر شے کا روشن بیان ہے۔ اب ہمیں نور والے قرآن و حدیث سے علم حاصل کرتے ہوئے ان عظیم ہستیوں کی نورانی تحریروں کے فیوض و برکات سے متمتع ہونا ہے جن کی زندگیاں صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی عملی تصویر ہیں۔ آئیں! ہم قرآن پاک سے چند سوالات کرتے ہیں اور شیطانی

وسوسوں سے نجات، اپنے ایمان کی حفاظت اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے دامن کو بھرتے ہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

سوال نمبر ۱: کیا قرآن پاک میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ہے کیونکہ مسلمانوں کی

اکثریت حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ذوق و شوق، عقیدت و محبت سے کرتی ہے؟

الجواب: اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء کرام علیہم السلام سے محبوب کریم ﷺ کی

آمد کا ذکر اس حسین انداز میں فرمایا کہ گروہ انبیاء سے عہد و پیمان لیا گیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

**وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ ط قَالَ ء أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ
إِصْرِي ط قَالُوا أَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ
الشَّاهِدِينَ ﴿۱۷﴾**

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت

دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور

ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا

بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں

آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں“

اس آیت مبارکہ میں جہاں محبوب ﷺ کی آمد کا تذکرہ ہے وہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ کائنات کی تخلیق سے قبل ہی خلاق کائنات عزوجل نے گویا کہ تمام نبیوں کا سردار آمنہ کے لعل کو مقرر فرما دیا تھا۔

حضور ﷺ کی آمد کا ذکر کرنے والے، مرحبا یا مصطفیٰ ﷺ کی صدائیں بلند کرنے والے اور محبوب ﷺ کی شان میں نعتیں پڑھنے والے کتنے خوش نصیب ہیں کہ ذکرِ آمدِ رسول ﷺ کرنا اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے اور اس مبارک ذکر کو سننا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

﴿سورۃ المائدہ، آیت نمبر 15، پ 06، ع 7﴾

ترجمہ ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب“

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محبوب ﷺ کی آمد کا ذکر اس عقیدت و محبت سے کرتے ہیں

وَمُبَشِّرًا مِّنْ رَسُولٍ يَأْتِي مِنْ مِّنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

﴿سورۃ الصف، آیت نمبر 6، پ 28، ع 9﴾

یعنی: محبوب رب العالمین کی آمد سے قبل اپنی قوم کو خوشخبری دی اور ان کا نام احمد ذکر کیا۔

ناقابل برداشت:

شیطان لعین کے لئے یہ قابل برداشت نہیں کہ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ عام ہوا اس بدبخت کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ سے لوگوں کو محروم کر دے چنانچہ یہ ازلی محروم اس وسوسے کے ذریعے بہکانے کی کوشش کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حضور ﷺ کی ثناء خوانی ثابت نہیں جبکہ شیطان اس بات سے باخبر ہے کہ میرا فریب دیر پا نہیں اور میری جھوٹ پر قائم کی ہوئی عمارت دھڑام سے گرے گی پھر بھی کذب بیانی سے باز نہیں آتا“ شاید یہ سوچتا ہو کہ لوگوں کو میں اتنا مصروف کر دیا ہے اور وہ دنیا ہی میں اتنے الجھ گئے ہیں کہ انہیں حقیقتِ حال سے آگاہی نہیں ہوگی اس طرح میرا جھوٹ لوگوں کے دلوں میں سچ کی حقیقت اختیار کر لے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ثنائے مصطفیٰ ﷺ میں رطب اللسان تھے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ کے مرتبہ و مقام سے واقف تھے۔

رضائے مصطفیٰ ﷺ

صحابہ کرام علیہم الرضوان مختلف مواقع پر حضور اکرم ﷺ کی ثناء خوانی اشعار کی صورت میں کرتے تھے چنانچہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے جب اشعار پڑھے تو محبوب کریم ﷺ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ علیہ السلام مسکرائے، موتیوں کی طرح دندان مبارک نظر آنے لگے۔ یہ نعتیہ اشعار آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے وقت پیش کیے تھے۔ ﴿ملاحظہ ہوا لوفاء باحوالِ مصطفیٰ ﷺ﴾

خصوصی نظرِ کرم:

شارح بخاری شریف مواہب اللدنیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ عرب کے مشہور شاعر نابغہ جعدی نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں چند اشعار پڑھے۔ حضور اکرم ﷺ نے خوش ہو کر انہیں یہ دعا دی:

لَا يَفْضُضُ اللَّهُ فَاكَ أَى لَا يُسْقِطُ اللَّهُ أَسْنَانَكَ ﴿پہلی﴾

ترجمہ: اللہ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔

اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت نابغہ کی عمر سو (100) سال کی ہوگئی تھی لیکن ان کے کل کے کل دانت صحیح و سالم تھے اور اولے کی طرح سفید تھے راویانِ حدیث نے یہاں تک اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ:

إِذَا سَقَطَ لَهُ سِنٌ نَبَتْ لَهُ أُخْرَى

ترجمہ: ”جب ان کا کوئی دانت گر جاتا تو بڑھاپے میں بھی اس کی جگہ نیا دانت نکل آتا“
یہ سراسر حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ نعت پڑھنے والے کے منہ کی خوبصورتی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہی۔ ﴿مقام مصطفیٰ ﷺ﴾

مقام ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: سرکارِ دو عالم ﷺ مسجد نبوی شریف میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے منبر رکھتے، چادر مبارک بچھاتے اور پھر حسان بن ثابت اس پر کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ کے محامد و فضائل بیان فرماتے آپ کی مدافعت کرتے اور مفاخرت فرماتے۔

اللہ اکبر! حضور پر نور ﷺ اپنے ثناء خواں کو خوش ہو کر اس طرح دعا سے نوازتے:

اللَّهُمَّ آيِدُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

”اے اللہ! روح القدس (حضرت جبریل علیہ السلام) کے ذریعے حسان بن ثابت کی مدد فرما“ ﴿بخاری، ص ۶۵﴾

پیارے بھائیو! نعت خواں کے لیے محبوب ﷺ منبر بچھا رہے ہیں یہ خصوصی کرم اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ اپنے ان غلاموں کو جو محبت و تعظیم رسول ﷺ پھیلانے کا ذریعہ ہیں، بے حد پسند فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضور ﷺ کی ثنا حقیقتاً حمدِ باری تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اصول بیان کیا ہے کہ مصنوع کی تعریف درحقیقت صانع ہی کی تعریف ہوتی ہے کیونکہ حقیقتاً خوبی و کمال عطا کرنے والی ذات صانع حقیقی خالق و مالک عز و جل کی ہے (۱)

دوسرا سوال: کیا قرآن پاک سے ثابت ہے کہ نعمتِ خداوندی کے حصول پر عید کا اطلاق کیا جائے؟

الجواب: قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ ﴿سورۃ المائدہ، ۱۱۴، پ ۷، ع ۵﴾

ترجمہ: ”عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی“

(۱) اس قرآنی اصول کی تفصیل کے لئے احقر کی تالیف ”قرآن مجید اور معیار ہدایت“ کا مطالعہ فرمائیں

پیارے پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ہم تک یہ سوچ منتقل ہوئی کہ نعمت خداوندی ملنے والے دن کو خصوصیت حاصل ہے یہ عام دن نہیں بلکہ اس دن پر عید کا اطلاق کیا جائے گا۔

یاد رکھیں! جب کوئی فیضانِ قرآن سے متمتع ہوتا ہے تو شیطان اس فیض کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے یہ بات ہم پر مخفی نہیں کہ شیطان کو عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی نہیں ہے جب یہ مسلمانوں کو خوش ہوتا دیکھتا ہے تو بے لگام ہو جاتا ہے اور معاذ اللہ اسے وسوسے میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے نہ صرف محدثین، مفسرین، صاحبہ و صالحین بلکہ سردارِ انبیاء ﷺ کی ذات بابرکات پر بھی حرف آتا ہے۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَٰلِكَ)

شیطان لعین کی بے باکی:

شیطان کہتا ہے کسی دن کو یادگار بنانا یہودیوں کا طریقہ ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔

دراصل شیطان خود تو محروم ہے دوسروں کو بھی محروم و شقی بنانے کے حربے استعمال کرتا ہے یہ ازلی دشمن خود تو نور ایمان سے عاری ہے اسے سوچ و بچار کی ضرورت۔ یقیناً سوچنا تو ان لوگوں کو چاہیے جنہیں اپنے ایمان کی فکر ہو۔ کیونکہ یہ شیطانی خیال صحابہ علیہم الرضوان اور حضور پر نور ﷺ کے اعمال مبارکہ کو نشانہ بنا رہا ہے (معاذ اللہ) اور یہ وسوسہ شیطان لعین کی بے باکی اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی پر مشتمل ہے۔

امت کو پاکیزہ فکر عطا کر دی:

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسالت مآب ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ
فَقَالُوا هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي
إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ

ترجمہ: ”یہود کو آپ نے عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے پایا ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا ہم اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں“

غور فرمائیں! حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے صحابہ علیہم الرضوان گواہ ہو جاؤ! ہم کبھی عاشورا کا روزہ نہیں رکھیں گے کیونکہ یہ روزہ یہودیوں کا شعار بن گیا ہے بلکہ اس پر آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا

نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ

﴿بخاری باب اتیان الیہود﴾

ترجمہ: ”ہم تم سے موسیٰ کے زیادہ چاہنے والے ہیں پھر آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا“

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا

أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ

ترجمہ: ”تم ان سے موسیٰ کے زیادہ قریبی ہو پس اس دن تم روزہ رکھو“

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے یادگار منانے کی ترغیب دلائی اور اس معاملے میں مشابہت کے وہم کو باطل قرار دیا بلکہ ان سے بڑھ کر تعظیم و محبت کا پیغام ہمیشہ کے لئے امت کو عطا کر دیا۔

امام المحدثین شارح بخاری حافظ ابن حجر سے جب محفل میلاد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے جواز پر یہی حدیث بیان فرمائی اور کہا:

وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخْرِيجُهَا عَلَى أَصْلِ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا
ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ

یعنی ”بخاری و مسلم کی مذکورہ روایت میرے نزدیک محفل میلاد کے جواز پر سند کا درجہ رکھتی ہے“

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے شکریہ کے طور پر دن منایا جاسکتا ہے اور یہ تو وہ امت ہے جسے اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت حاصل ہوئی۔ اس مبارک نعمت کا ذکر ان گنت ولا تعداد نعمتیں عطا فرمانے والا پروردگار اس طرح فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

﴿سورہ آل عمران، ۱۶۴، پ ۴، ج ۸﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں سے ایک رسول بھیجا“

اسلام اور تیسری عید کا تصور:

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی الْيَوْمُ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (الی آخرہ) تو پاس بیٹھے ہوئے ایک یہودی نے کہا

لَوْ أَنْزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ عَلَيْنَا لَا تَخَذُنَا يَوْمَهَا عِيدًا

ترجمہ: ”اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے“
گویا کہ آپ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا تم تو ایک عید مناتے

فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمٍ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ الْعَرَفَةِ

یعنی ”ہمارے ہاں یہ آیت نازل ہوئی تو اس دن ہماری دو عیدوں کا اجتماع تھا ایک جمعہ کا دن اور دوسرا عرفہ کا دن“ ﴿الترمذی تفسیر سورہ مائدہ﴾

شیطان تیسری عید محال ہونے کا تصور دے رہا ہے اور میرے آقا ﷺ اپنے غلاموں کو ہر جمعۃ المبارک عید کا پیغام دے رہے ہیں۔ (انشاء اللہ عزوجل مزید آگے ذکر کیا جائے گا)

امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ (سن وصال: 923ھ) ربیع الاول میں امت مسلمہ کے معمولات۔۔۔ محافل میلاد کا انعقاد۔۔۔ صدقہ و خیرات کرنا۔۔۔ تذکرہ ولادت نبوی اور اس کی برکات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فَرَحِمَ اللَّهُ امْرَأً اتَّخَذَ لِيَإِي شَهْرٍ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سلامت رکھے جس نے آپ کی میلاد کے مہینے کی راتوں کو عید منالیا۔

خوب کہا علوی مالک صاحب مدرس مکتہ المکرمہ نے کہ عید کی خوشیاں آتی ہیں گزر جاتی ہیں مگر آپ کی آمد سے مخلوق خدا کو جو خوشی (عید) نصیب ہوئی وہ ختم ہونے والی ہی نہیں بلکہ وہ دائمی ہے۔

وَنَحْنُ لَا نَرَى تَسْمِيَّتَهُ بِالْعِيدِ لِأَنَّهُ: أَكْبَرُ مِنَ الْعِيدِ

ترجمہ: ”ہم یوم ولادت مصطفوی کو عید کا نام نہیں دیتے کیونکہ اس کا درجہ تو عید سے کہیں بلند ہے“ ﴿المورد الروی، 32﴾

یاد رکھیں! خوب یاد رکھیں!! اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ شیطان کی جانب سے جتنے وسوسے اور اعتراضات ہوتے ہیں انکی بنیاد جھوٹ اور دھوکہ پر قائم ہوتی ہے جسکا مقصود صرف اور صرف نظریات صحابہ علیہم الرضوان و صالحین علیہم الرضوان کو باطل کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

آخری سوال: کیا حضور ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار قرآن پاک سے ثابت ہے؟
الجواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا

﴿سورہ یونس، 58، پ 11، ع 11﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں“

قرآن مجید سے یہ روشنی ملی کہ مذکورہ آیت شریف میں رب عزوجل کے فضل اور اسکی رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے جبکہ محبوب کریم رؤف رحیم پر فضل عظیم ہے اور آپ علیہ السلام کی رحمت تمام عالم کو محیط ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

﴿سورہ النساء 113 پ 5، ع 14﴾

ترجمہ: ”اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

﴿سورہ انبیاء 107، پ 17، ع 7﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے“

بلاشبک ایمان فضل الہی ہے اور قرآن رحمت الہی ہے لیکن یہ سب کچھ صاحب قرآن ﷺ کا صدقہ ہے۔

ایمان ملا ان کے صدقے، قرآن ملا ان کے صدقے

رحمن ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

نور والے قرآن کے ذریعے یہ بات چمکتے ہوئے سورج کی طرح روشن ہے کہ حضور ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا شیطان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

خود ساختہ اصول:

شیطان پر افتاد پڑتی ہے تو خود ساختہ اصول کا موجد حرکت میں آجاتا ہے چنانچہ شیطان نے اصول مرتب کیا کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت کی خوشی نہیں بلکہ وصال کا غم کرنا چاہیے۔

پیارے بھائیو! ہمیشہ کیلئے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ شیطانی اصول انبیاء علیہم السلام، صالحین، محدثین، مفسرین علیہم الرضوان کے عطا کردہ اصول سے متصادم ہوتے ہیں۔

مدنی آقا ﷺ کا عطا کردہ مدنی اصول:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسال مآب ﷺ نے فضیلت جمعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضَ

﴿ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی﴾

ترجمہ: ”تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کا وصال ہوا“

شیطان سے دوری کا عزم کرنے والے بھائیو! شیطانی اصول کے تحت تو آدم علیہ السلام کے وصال کی نسبت سے حضور ﷺ کو غم کرنے کی ترغیب دینی چاہئے نہ کہ جمعۃ المبارک کو دونوں عیدوں سے افضل قرار دینا چاہیے۔

دونوں عیدوں سے افضل دن:

حضرت ابوالباب بن عبدالمذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ

أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ

﴿مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الجمعة﴾

ترجمہ: ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے ہاں تمام سے عظیم ہے اور یہ اللہ کے ہاں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر دونوں سے افضل ہے“

قبولیت کی گھڑی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا

مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللَّهَ فِيهَا أُسْتَجِيبَ لَهُ ﴿مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ مسند احمد﴾

ترجمہ: ”جمعۃ المبارک میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے“

پیارے بھائیو! جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی وہ دن دونوں عیدوں سے افضل قرار دیا گیا حالانکہ وہی دن آدم علیہ السلام کے وصال کا ہے اس دن ہمیشہ ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کے وسیلے سے خود آدم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں جو نبیوں کے سردار ہیں۔ انکی ولادت باسعادت کے مبارک دن پر خوشی کا اظہار کرنا کیونکر درست نہ ہوگا۔

اسلامی اصول:

حدیث پاک میں ہے:

أَمَرَنَا أَنْ لَا نُحَدِّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا لِزَوْجٍ

(بخاری، ج ۲، ص ۸۰۴، مسلم، ج ۱، ص ۴۸۶)

یعنی: ”ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک بیوی غم منائے گی“

پیارے بھائیو! غور کر لیجئے!! ایک طرف رسول اللہ ﷺ آمد پر غمگین ہونے والا شیطان سوگ کی ترغیب دے رہا ہے تو دوسری طرف نعمتِ خداوندی پر خوشی کا ثبوت قرآن پاک پیش کر رہا ہے ﴿ملاحظہ ہو سورۃ یونس، آیت نمبر ۵۸، پ ۱۱، ع ۱۱﴾

خوشی پر انعام:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب مرگیا۔ ایک سال کے بعد میں نے اسے خواب میں بہت بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا:

مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفِّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمٍ اثْنَيْنِ

یعنی: ”تمہاری جدائی کے بعد آرام نہیں پایا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن جب سوموار کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے“

یہ عذاب میں تخفیف کس عمل کی بنیاد پر تھی؟ یہ بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ ہو۔ تخفیف کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ

وَكَانَتْ ثُوْبِيَّةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا

(فتح الباری شرح البخاری، ج ۹، ص ۱۴۵)

یعنی: ”نبی اکرم ﷺ سوموار (پیر) کے دن دنیا میں تشریف لائے اس نے اس خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا کیونکہ اس نے آپ کی ولادت کی اطلاع دی تھی۔ لہذا جب سوموار کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی منانے کے سبب عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے“

☆ اس واقعہ سے علماء امت نے اس پر استدلال کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی اگر کافر بھی کرے تو اسے بھی محروم نہیں کیا جاتا اور اگر کوئی مسلمان کرے تو اسے کیونکر محروم رکھا جائے گا؟

☆ واضح رہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ عالم بیداری میں بیان کیا ہے اگر یہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اسے بیان ہی نہ کرتے اور اگر بیان کر بھی دیا تو صحابہ کرام یا تابعین کرام علیہم الرضوان انہیں روک دیتے۔

☆ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فتح الباری ج ۹، ص ۱۱۹ پر لکھتے ہیں:

امام بیہقی علیہ الرضوان نے فرمایا:

مَا وَرَدَ مِنْ بُطْلَانِ الْغَيْرِ لِلْكَفَّارِ فَمَعْنَاهُ إِنَّهُمْ لَا يَكُونُ

لَهُمُ التَّخَلُّصُ مِنَ النَّارِ وَلَا دُخُولُ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ”کافر کے بارے میں جو وارد ہے کہ اس کا عمل خیر باطل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ کافر دوزخ سے نجات پا کر جنت میں داخل نہ ہوگا“

طویل بحث کے بعد ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هَذَا أَنْ يَقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْكُورُ إِكْرَامًا لِمَنْ وَقَعَ مِنَ الْكَافِرِ الْبِرُّ لَهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے یہ فضل مذکور ﴿ابولہب پر عذاب میں تخفیف﴾ اس ذات اقدس کے اکرام میں کی ہے جس کی خاطر کافر سے نیکی صادر ہوئی تھی ﴿یعنی اس میں سرور عالم ﷺ کا اکرام ہے نہ کہ کافر کا﴾

محققین کے نظریات:

شیخ القراء حافظ شمس الدین ابن الجزری علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف ”عُرْفُ التَّعْرِيفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيفِ“ میں لکھتے ہیں:

فَإِذَا كَانَ أَبُوْلَهَبِ الْكَافِرُ الَّذِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِذَمِّهِ جُوزِي فِي النَّارِ بِفَرْحَةٍ لَيْلَةِ الْمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشْرَةٌ مَوْلَدَهُ وَبَذَلْ مَا يَصِلُ إِلَيْهِ قُدْرَتَهُ فِي مَحَبَّتِهِ لِعُمَرَى إِنَّمَا يَكُونُ جَزَاءُ هَذَا مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ أَنْ يَدْخُلَهُ بِفَضْلِهِ جَنَّاتِ النَّعِيمِ

﴿المہتمی، فتح الباری ص ۱۱۹﴾

یعنی: ”جب وہ دشمن خدا جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی حضور علیہ السلام کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ ﷺ سے محبت رکھنے والا ہے میلاد کی خوشی کرے تو وہ کیا مقام پائے گا؟ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب کریم ﷺ کی خوشی میں جنت عطا فرمائے گا“

محدث مدینہ منورہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

”اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لیے روشن دلیل ہے جو سرور دو عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا جب وہ حضور ﷺ کی ولادت کی خبر پا کر خوش ہونے اور لونڈی کو دودھ پلانے کی خاطر آزاد کرنے پر انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے“

﴿مدارج النبوت، ج ۲﴾

☆ محدث مدینہ طیبہ کا ایمان افروز تعارف صفحہ نمبر 47 پر ملاحظہ فرمائیں۔
اے پیارے اللہ عزوجل! رسول اللہ ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانے والوں کو دونوں جہاں کی خوشیوں سے مالا مال فرما۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

نوٹ: اسی مفہوم کو صدیوں سے محدثین ذکر فرماتے رہے۔ طوالت کے پیش نظر صرف حضرت الشیخ شمس الدین ابن الجزری اور محدث مدینہ طیبہ علیہما الرحمۃ کا حوالہ ذکر کیا ہے جنہیں علی الاطلاق تسلیم کیا جاتا ہے۔

شیطان کا ناکام وار:

شیطان کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی کہ وہ اپنے وساوس کو بظاہر دین کے نام پر دھوکے کے ساتھ اس طور پر مزین کر کے پیش کرتا ہے کہ دین میں سطحی نظر رکھنے والا اسکے جال میں گرفتار ہو کر گمراہی کے عمیق گڑھے میں گر جاتا ہے اور اسے اپنی گمراہی کا احساس نہیں ہوتا۔

شیطان اس طرح وسوسے میں مبتلا کرتا ہے کہ محافل میلاد اور خوشی کا اظہار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ایجاد کردہ ہیں نیز مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورۃ میں کبھی محافل میلاد منعقد نہیں ہوئیں، یہ تو صرف ہندوستان اور پاکستان میں رائج ہیں۔

پیارے بھائیو! ہدایت اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ ہمیشہ ندامت ان کا مقدر بن گئی جنہوں نے اسلامی اصولوں کو نہ پہچانا اور تنگ نظری کے جال میں گرفتار ہونے کے سبب صحابہ علیہم الرضوان کے عطا کردہ اصول نہ سمجھ سکے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

﴿سورۃ ہود: ۸۸﴾

ترجمہ: ”توفیق تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ اصول:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ کے موقع پر سات سو (۷۰۰) حفاظ شہید ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پریشان ہو کر امیر المؤمنین سے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ قرآن پاک جمع کرنے کا حکم دیجیئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ

ترجمہ: ”میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو“

اس کے جواب میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ نہیں فرمایا کہ حضور! کمال ہو گیا۔۔۔۔۔ ہم صحابہ علیہم الرضوان ہیں۔۔۔ ہمارا زمانہ بہتر ہے۔۔۔۔۔ ہم مدینے شریف کے رہنے والے ہیں۔۔۔۔۔ ہم اگر کسی فعل کو سرانجام دیں تو کیا قباحت ہو سکتی ہے؟ قربان جائیں! میرے آقا ﷺ کے فرمان عالیشان پر کہ

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلَمِهِ

یعنی ”اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان و قلم پر حق جاری فرمایا ہے“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المؤمنین کو جواب دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں وَاللَّهِ خَيْرٌ، اللہ کی قسم! یہ خیر کا پہلو ہے۔ سبحان اللہ! فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے صادر ہونے والے مبارک کلمات ”وَاللَّهِ خَيْرٌ“ اسلامی قاعدے و قانون کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ہر وہ کام جس میں خیر کا پہلو ہو اور شر عاممانعت ثابت نہ ہو اس کا کرنا عین اسلام ہے۔

بہر حال حدیث پاک میں آتا ہے:

فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَا جِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ
صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرَ

یعنی ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی“
مختصر یہ کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا حکم دیا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا:-

كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمَقَ أَزَلُّ أَرَا جِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ
صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَقُمْتُ
﴿بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۴۵، کتاب فضائل قرآن، باب جمع قرآن﴾

یعنی ”آپ دونوں وہ کام کیوں کرتے ہیں جس کو آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے اور (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اسی طرح جواب دیتا رہا یہاں تک کہ جیسے اللہ نے ان دونوں کے سینہ کو کھول دیا تھا میرے سینہ کو بھی کھول دیا اور میں قرآن جمع کرنے پر آمادہ ہو گیا“

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ:

☆ اسلام تنگ نظری سے پاک و منزہ ہے چنانچہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو اس خیر کے نئے کام کو بعد والے سرانجام دے سکتے ہیں۔

☆ زمانے کا مبارک ہونا، فعل (کام) کے مستحسن ہونے کی دلیل نہیں مثلاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم اور آپ کی مظلومانہ شہادت، جھوٹے نبوت کے دعویدار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت، کربلا کا ہولناک واقعہ، سینکڑوں صحابہ علیہم الرضوان کو شہید کرنا، دور صحابہ و تابعین میں ہوا حالانکہ یہ تمام کام درست نہیں ہیں۔
وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ!

☆ کسی بھی نئے کام کی بنیاد فعل پر موقوف ہے نہ کہ زمانے پر یعنی ہر وہ نیا کام جو خیر اور خوبی پر مشتمل ہو اور شرعاً ممانعت نہ ہو تو ایسے کام سے کسی کو نہیں روک سکتے چاہے وہ کسی بھی زمانے میں ایجاد ہو مثلاً اجتماعی طور پر رات کے وقت مساجد میں سورۃ الملک پڑھنے کا رواج۔ بلا شک یہ خیر کا کام ہے لہذا اجازت و مستحب ہے۔

اسلام کے اصول سمجھنے والے بھائیو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عطا کردہ اصول کے تحت یہ بات اظہر من الشمس ہے، یہ معیار درست نہیں کہ جو نیک کام صحابہ علیہم الرضوان نے نہ کیا ہو بعد والے سرانجام دیں تو انہیں طنزاً یہ کہا جائے کہ کیا تمہارے قلوب عشق الہی عز وجل، قرآن کی محبت اور عشق رسول ﷺ میں زیادہ سرشار ہیں کہ پچھلوں نے یہ نیک کام نہ کیے اور بعد میں آنے والے زیادہ نیک آئے ہیں جو اس کام کو ایجاد

کر رہے ہیں اگر اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا تو خرابی یہ لازم آئے گی کہ کیا معاذ اللہ! صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر ظالم حجاج بن یوسف کو قرآن پاک کا زیادہ محب قرار دیں؟ کیونکہ قرآن پاک پر اعراب (زبر، زیر، پیش) اس نے لگوائے حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ کام سرانجام نہیں دیا۔ اسی طرح آج کل نماز تراویح کے بعد خلاصہ تراویح بیان کیا جاتا ہے حالانکہ صحابہ کرام یا تابعین کے زمانے میں یہ رواج نہ تھا تو کیا یہ کہا جائے گا کہ آج کل کے لوگ صحابہ علیہم الرضوان اور تابعین کرام سے بڑھ کر خدمت قرآن کے جذبے سے سرشار ہیں کہ صحابہ و تابعین علیہم الرضوان نے یہ کام نہ کیا اور آج کل کے لوگ یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔

واضح رہے دور صحابہ و تابعین علیہم الرضوان میں فارس سمیت کئی ایسے ممالک فتح ہوئے تھے جن کی زبان عربی نہ تھی تو کیا سارے ہی اس زمانے میں مفسر قرآن تھے کہ مزید انہیں تفسیر بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی؟۔۔۔۔۔ نیز قرآن مجید کا ترجمہ دور صحابہ میں نہ کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایران (فارس) فتح ہو گیا تھا۔

دعوت فکر:

ان نکات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوچیں کہ بالفرض مروجہ میلاد شریف سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایجاد کردہ ہے تو اس میں کیا خرابی ہے؟ کیا یہ خیر کا کام نہیں ہے؟۔۔۔۔ کیا صحابہ علیہم الرضوان، حضور اکرم ﷺ کی ثناء خوانی نہیں کرتے تھے؟۔۔۔۔ کیا قرآن پاک کی تلاوت سننا باعث اجر و ثواب نہیں؟۔۔۔۔ کیا حضور اکرم ﷺ کی آمد کا ذکر قرآن پاک میں نہیں کیا گیا؟۔۔۔۔ کیا قرآن و حدیث میں درود و سلام پڑھنے کی ترغیب نہیں؟۔۔۔۔ ان امور خیر کے علاوہ محفل میلاد کس چیز کا نام ہے؟

خدارا! خوب سوچیں! غور و فکر کریں! امت کے پیشوا سیدی و سندی علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ جن کے فتاویٰ شامی تمام احناف کے لیے دلیل و حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صالحین کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ: ”منکرین صالحین کے سلب ایمان کا خوف ہے۔“ (رسائل ابن عبادین، ج ۲، ص ۳۱۷)

اللہ اکبر! صالحین سے دوری ایمان کے ضائع ہونے کا سبب ہے تو نبیوں کے سردار ﷺ کے ذکر سے روکنے کا انجام کس قدر تشویش ناک ہے؟ الامان ثم الامان

سیدی امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۳۴۰ھ میں ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صدیوں پہلے کے محدثین، مفسرین، محققین، مدبرین جنہیں عرب و عجم نے تسلیم کیا اور بلا مبالغہ قرآن و حدیث ہم تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، ان بلند صفات ہستیوں نے میلاد النبی ﷺ کے فضائل پر قرآن و حدیث سے جو دلائل قائم کیے ہیں ان کا مطالعہ اس چیز کی گواہی دے گا کہ

تو نے باطل کو متایا اے امام احمد رضا دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

سیدی امام احمد رضا کے عقائد و نظریات انہی مبارک ہستیوں کی تعلیمات کو عام کرتے ہیں جنہیں علی الاطلاق تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے شیطان سے اس طور پر مقابلہ کیا کہ اس کے وسوسوں کو نیست و نابود کر کے ایمان کی حفاظت کا باعث اور تقویت کا سبب بنے۔ اس موڑ پر اہل انصاف اور وسعت نظری رکھنے والے بتائیں! جس محسن نے صدیوں سے متفقہ مفسرین اور محدثین کی روشنی کو پھیلانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہو۔ جن کی ہزار سے زائد تصنیفات ہوں، جن کے فتویٰ نویسی میں دلائل کا معیار اس قدر بلند ہو کہ سب ہی معترف ہوں اور جن کا ترجمہ قرآن بنام کنز الایمان اس قدر محتاط ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ چنانچہ ایسی شخصیت جو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنی ہے ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے ہمارے لیے قابل احترام ہے اور اسی ایمانی محبت کی بناء پر ان کے شہر ”بریلی“ سے بھی الفت ہے یہ دینی محبت ہمیں ”بریلوی“ کہلانے کی عظیم سعادت پر ابھارتی ہے۔

عام طور پر لوگوں کو شیطان یہ تصور دیتا ہے کہ حرمین شریفین میں محافل میلاد النبی ﷺ کبھی منعقد نہیں ہونیں اس لیے یہ محافل ناجائز ہیں اور حرمین شریفین میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کی رضا شامل ہوتی ہے۔ ﴿نَعُوذُ بِاللّٰهِ﴾

پیارے بھائیو! شیطان حرمین طیبین کی عظمت کے پیش نظر دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور بسا اوقات قرآن پاک کی آیات کو غلط مفہوم کے ساتھ بیان کر کے صراطِ مستقیم سے دور کرتا ہے جیسا کہ خوارج کا معاملہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک سے غلط استدلال کرتے ہوئے صحابہ علیہم الرضوان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشرک قرار دیا ﴿معاذ اللہ﴾ (۱)

غور و فکر کرنے والے بھائیو! بالفرض مذکورہ تصور تسلیم کر لیا جائے پھر بھی یہ قاعدہ درست نہیں کہ جو کام حرمین شریفین میں ہوتا ہے وہ دلیل و حجت بن جائے نعوذ باللہ اس طرح تو لازم آئے گا کہ اسلام سے قبل اللہ تعالیٰ بتوں کو پسند فرماتا تھا (نعوذ باللہ) کیونکہ بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت موجود تھے۔ استغفر اللہ!

یزید پلید کی ناپاک فوجیں مدینہ طیبہ میں داخل ہوئیں اور کس طرح بے حرمتی کی گئی کہ اَلْآنَ وَالْحَفِیْظُ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا ان گستاخوں کو حاصل نہیں تھی۔ کچھ سال قبل چند شر پسند لوگوں نے بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر جو دلخراش معاملات کیے اور کئی روز تک یہ نالائق قابض رہے بلا شک و شبہ ان معاملات کو رب عزوجل کی رضا پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

(۱) اس کی تفصیل کے لئے عاجز کی تالیف ”قرآن مجید اور معیار ہدایت“ کا مطالعہ فرمائیں

جو کام خیر ہو اسے کرنا چاہیے :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عطا کردہ اصول کے تحت ہم یہ بات بخوبی سمجھ چکے کہ جو کام خیر کا ہو اسے درست سمجھنا چاہیے وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں واقع ہو اور جو کام درست نہیں اسے بُرا سمجھنا چاہیے جیسے بیت المقدس شریف پر یہودی قابض ہیں۔ ہرگز اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ یہودی اللہ عزوجل کے پیارے ہیں۔

یہ تحریر کرتے ہوئے دل ڈوبا جا رہا ہے کہ راقم الحروف مکمل تبصرے کی جسارت نہ کرے یہی بہتر ہے۔ صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حرمین طہیین میں قرآن پاک کی بے حرمتی کس پر پوشیدہ ہے؟ لہذا یہ قطعاً درست نہیں ہے کہ حرمین طہیین میں ہمیشہ وہی کام ہوئے ہیں جس میں اللہ عزوجل کی رضا شامل ہے۔

پیارے بھائیو! جن کے قلوب مدینے والے علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہیں وہ آج بھی بڑے بڑے ہال اور اپنے مکانات میں محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف اہل مکہ و مدینہ (عرب حضرات) کے یہاں محفل میلاد میں شریک ہوا ہے اور ادب سے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے انہیں ملاحظہ کیا ہے ویسے بھی صدیوں سے مسلمان مکہ المکرمۃ اور مدینہ طہیبہ میں حضور پُر نور ﷺ کی آمد پر محافل کا انعقاد کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

حرمین طہیین اور محافل میلاد:

محدث ابن جوزی ﴿سن وصال 597ھ﴾ لکھتے ہیں:

لَا زَالَ أَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ وَالْمِصْرَ وَالْيَسْمَنِ وَالشَّامِ
وَسَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَحْتَفِلُونَ
بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَفْرَحُونَ
بِقُدُومِ هَلَالِ شَهْرِ رَبِيبِ الْأَوَّلِ . وَيَهْتَمُّونَ إِهْتِمَامًا
بَلِيغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيَنَالُونَ بِذَلِكَ أَجْرًا جَزِيلًا وَفَوْزًا عَظِيمًا ﴿الميلاد النبوی، ۵۸﴾

یعنی ”اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں“

محدث ابن جوزی کا تعارف:

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا ان کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ میں تحریر ہے کہ ”محدث ابن جوزی علوم قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے اور فن حدیث میں بہت بڑے حافظ تھے ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علمائے امت میں سے کسی کی ہوں“ ﴿تذکرۃ الحفاظ ج ۴﴾

نوٹ: محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا وصال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ۷۴۳ سال قبل ہوا

ہے تو کیا اعلیٰ حضرت مروجہ محفل میلاد کے موجد ہیں؟

مفسر قرآن کے نظریات:

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فنا فی الرسول کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی تفسیر جلالین درس نظامی (عالم کورس) کے نصاب میں شامل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دولاکھ حدیثیں یاد تھیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

عِنْدِي أَنَّ أَصْلَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ هُوَ اجْتِمَاعُ النَّاسِ وَ
قِرَاءَةُ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ وَ رِوَايَةُ الْأَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِي
مَنْدَاءِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ
فِي مَوْلِدِهِ مِنْ الْآيَاتِ ثُمَّ يَمْدُّ لَهُمْ سِمَاطٌ يَأْكُلُونَهُ وَ
يَنْقَصِرُ فَوْقَ مَنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ عَلَى ذَلِكَ هُوَ مِنَ الْبِدْعِ
الْحَسَنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْهَرَ الْفَرْحِ
وَالْإِسْتِبْشَارِ بِمَوْلِدِهِ الشَّرِيفِ

﴿حسن المقصد فی عمل المولد فی الحاوی للفتاویٰ ج ۱، ص ۱۸۹﴾

یعنی ”میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع، تلاوت قرآن، حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ اور اس محفل میں طعام کا اہتمام اور دیگر معاملات ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس میں آپ ﷺ کی تعظیم و محبت اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار ہے۔“

ضابطہ برائے بدعت:

امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

وَالْبِدْعَةُ أَنْ كَانَتْ مِمَّا تَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسِنٍ فَهِيَ
حَسَنَةٌ وَإِنْ كَانَتْ تَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبِحٍ فَهِيَ
مُسْتَقْبِحَةٌ وَإِلَّا فَمِنْ قِسْمِ الْمُبَاحِ

یعنی ”بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے داخل نہ ہو تو وہ قسم مباح سے ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت قائم کر کے فرمایا،، نَعُمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ“ یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔ معلوم ہوا کہ خیر کے نئے کام کو اچھا سمجھنا صحابہ علیہم الرضوان کا طریقہ ہے چنانچہ صحابہ علیہم الرضوان کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ سات سو یا آٹھ سو سال سے صالحین، مفسرین، محدثین اور فقہاء مروجہ محافل میلاد النبی ﷺ کو بدعت حسنہ قرار دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ علیہم الرضوان کے عطا کردہ اصول کے نور سے منور فرما کر شیطان سے محفوظ فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

شیخ امام قطب الدین الحنفی (سن و سال: ۹۸۸ھ) استاد مکہ المکرمة بارہ ربیع الاول کو اہل مکہ کا معمول لکھتے ہیں:

يُزَارُ مَوْلِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَكَانِي فِي اللَّيْلَةِ الشَّانِيَةِ عَشْرَمِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ فِي كُلِّ عَامٍ فَيَجْتَمِعُ الْفُقَهَاءُ وَالْأَرْبَعَةُ بِكَمَّةِ الشَّرِيفَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِالشُّوْعِ الْكَثِيرَةِ وَالْمُفَرَّعَاتِ وَالْفَوَائِيسِ وَالْمَشَاعِلِ وَجَمِيعِ الْمَشَائِخِ مَعَ طَوَائِفِهِمْ بِأَلَا عِلَامِ الْكَثِيرَةِ وَيَخْرُجُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ لِي سَوْقِ اللَّيْلِ وَ يَمْشُونَ فِيهِ إِلَى مَحَلِّ مَوْلِدِ الشَّرِيفِ بِازْدَحَامٍ وَ يَخْطُبُ فِيهِ شَخْصٌ وَيَدْعُو لِلسُّلْطَنَةِ الشَّرِيفَةِ ثُمَّ يَعُودُونَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

یعنی ”۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا تمام علاقوں کے علماء، فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے۔۔ گزرتے ہوئے مولد النبی ﷺ (وہ مکان جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) کی زیارت کے لئے جاتے۔ ان کے ہاتھ میں کثیر تعداد میں شمعیں فانوس اور مشعلیں ہوتیں۔ وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آ جاتے۔“

امام ابوالحسن محمد بن احمد المعروف بابن جبیر اندلسی علیہ الرحمۃ ﴿سن وصال: ۶۱۴ھ﴾ لکھتے ہیں:

مِنْ مَّشَاهِدِهَا الْكَرِيمَةِ أَيْضًا مَوْلِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتُّرْبَةُ الطَّاهِرَةُ الَّتِي هِيَ أَوَّلُ تُرْبَةٍ مَسَّتْ جِسْمَهُ الطَّاهِرَ وَالْمَوْضِعُ الْمُقَدَّسُ الَّذِي سَقَطَ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةَ الْوِلَادَةِ السَّعِيدَةِ الْمُبَارَكَةِ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ رَحْمَةً لِلْأُمَّةِ أَجْمَعِينَ (يُفْتَحُ هَذَا الْمَوْضِعُ الْمُبَارَكُ فَيَدْخُلُهُ النَّاسُ كَافَّةً وَتُبَرِّكُنَ بِهِ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَيَوْمَ الْإِثْنَيْنِ مِنْهُ لِأَنَّهُ كَانَ شَهْرُ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿رحلة ابن جبیر: ص ۹۰﴾

ترجمہ: ”مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک مولد پاک بھی ہے۔ اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا ﷺ کے جسم اقدس کو

مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کے لئے رحمت ہے۔
ماہ ربیع الاول میں خصوصاً آپ کی ولادت کے دن اس مکان کو زیارت کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔“

مشہور سیاح ابن بطوطہ ﴿سن وصال: 728ھ﴾ نے اپنے سفرنامہ میں اہل مکہ المکرمہ کے معمولات کا ذکر ربیع الاول شریف کے حوالے سے اسی انداز میں کیا ہے۔

پیارے بھائیو! مکہ المکرمہ میں صدیوں سے یہ رائج تھا کہ میلاد النبی ﷺ کے پر نور موقع پر اہل ایمان تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے پیش نظر اپنے اموال خرچ کرتے اور خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرتے تھے اگر حضور ﷺ کی محبت میں خرچ کرنا درست نہ ہوتا تو فقہاء مفسرین، محدثین اور صالحین ضرور منع کرتے اور ویسے بھی کسی شخص کا یہ ذہن نہیں کہ اس نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خرچ کر دیا ہے لہذا اب وہ غریبوں کی امداد نہیں کرے گا بلکہ حقیقت یہ ہے جو خوش نصیب حضور اکرم ﷺ کی محبت میں پیسے خرچ کرتے ہیں ان کے قلوب کو اللہ عز و جل غریبوں کے لئے نرم فرما دیتا ہے اور وہ پورا سال غریبوں میں مال تقسیم کرتے ہیں۔

اہل مدینہ اور محفل میلاد:

مدینہ طیبہ میں ربیع الاول شریف کے مبارک مہینے میں محافل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوتیں چنانچہ شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول گیارہویں صدی کے مجدد سیدی و سندی علی قاری علیہ الرحمۃ جنہیں فہم حدیث شریف میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ اور حدیث پاک کی مشہور ترین کتاب مشکوٰۃ شریف کی شرح المرقاة کے مصنف ہیں جن کے فیضان سے عرب و عجم صدیوں سے جگمگا رہے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ اہل مدینہ طیبہ کے معمولات ذکر کرتے ہیں کہ

وَلَا هِلَ الْمَدِينَةِ كَثَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ إِحْتِفَالٌ وَعَلَى فِعْلِهِ إِقْبَالٌ

﴿المورد الروی، ۲۹﴾

ترجمہ: ”اہل مدینہ (اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے) اس موقع پر خوب محافل سجاتے ہیں اور ان میں ذوق و شوق کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔“

کاش میں ربیع الاول کے ہر دن محفل سجاتا:

محدث مکہ المکرمہ اسلاف کے معمولات ذکر کرتے ہوئے اس وقت کے عظیم مقتداء و پیشوا شیخ ابواسحاق ابراہیم بن عبدالرحمن علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَمَّا كَانَ فِي الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ عَلَى سَاكِنِهَا أَفْضَلُ
الصَّلَاةِ وَأَكْمَلُ التَّحِيَّةِ كَانَ يَعْمَلُ فِي الْمَوْلِدِ
النَّبَوِيِّ وَيُطْعِمُ النَّاسَ وَيَقُولُ لَوْ تَمَكَّنْتُ عَمَلْتُ
بَطُولَ الشَّهْرِ كُلِّ يَوْمٍ مَوْلِدًا

ترجمہ: جب وہ مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تھے تو وہ حضور ﷺ کا میلاد مناتے، لوگوں کو کھانا کھلاتے اور کہتے کاش! مجھے اور قدرت ہو تو میں اس ماہ کے ہر دن ایسا اہتمام کروں“

محدث مکة المكرمة عليه الرحمة کا اپنا عمل:

حضرت علی قاری علیہ الرحمة ان بزرگوں کا قول ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ میرے مالی وسائل ایسے نہیں کہ میں اس موقع پر لوگوں کی مہمان نوازی کر سکوں مگر میں میلاد کے موضوع پر کتاب لکھ رہا ہوں تاکہ لوگ رہتی دنیا تک اس سے سیراب ہوتے رہیں:

قُلْتُ وَأَنَا لَمَّا عَجَزْتُ عَنِ الضِّيَافَةِ الصُّورِيَّةِ كَتَبْتُ
هَذِهِ الْأَوْرَاقَ لِتَصِيرَ ضِيَافَةً مَعْنَوِيَّةً نُورِيَّةً مُسْتَمِرَّةً
عَلَى صَفَحَاتِ الدَّهْرِ غَيْرِ مُخْتَصَّةٍ بِالسَّنَةِ وَالشَّهْرِ
وَسَمَّيْتُهِ بِالْمَوْرِدِ الرَّوِيِّ فِي الْمَوْلِدِ النَّبَوِيِّ

﴿المورد الروي، ۳۲﴾

ترجمہ: ”میں (علی قاری) کہتا ہوں جب فقیر صورت مہمان نوازی سے عاجز ہے تو میں نے معنوی نورانی مہمان نوازی کے لئے یہ کتاب لکھ دی تاکہ روئے زمین پر رہتی دنیا تک لوگ اس سے سیراب ہوں اور میں نے اس کا نام ”میلاد النبوی پیا سے کے لئے سیرابی کا ذریعہ“ رکھا ہے“

نوٹ: شارح بخاری علامہ قسطلانی علیہ الرحمة، شیخ الاسلام امام الحدیث علامہ سخاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام مکتہ المکرمہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور کئی علمائے امت جنہیں علی الاطلاق تسلیم کیا جاتا ہے ان کے ایمان افروز تاثرات اور میلاد النبی ﷺ کے فضائل پر بنی قرآن و حدیث کے دلائل ماقبل تحریر اور اس کی وضاحت جاننے کے لئے ”محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ“ کا مطالعہ فرمائیں۔

شیخ محقق علی الاطلاق کا تعارف:

ہمارے محسن، امن کے پیشوا، فیضان حدیث خیر الانام ﷺ محقق و مدبر فقیہ و مفکر وہ ہستی پاک جن کے ذریعے برصغیر میں بخاری و مسلم، ابن ماجہ و ترمذی، ابوداؤد و نسائی شریف کا فیض پہنچا اس بلند پایہ ذی مرتبت شخصیت کا نام نامی اسم گرامی شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں کی خوش بختی:

مدینہ طیبہ کے مشہور محدث الشیخ محمد قضائی مصری علیہ الرحمة نے مسجد نبوی شریف میں درس حدیث کی دعوت پیش کی اور خصوصی نظر فرمائی۔ شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں اس سے پہلے بھی یہ مبارک پیش کش دوسرے بزرگوں سے ہو چکی تھی لیکن میں محض رسالت مآب ﷺ کے ادب کے پیش نظر عذر پیش کرتا لیکن اس بار شیخ قضائی علیہ الرحمة کی عظمت کی بناء پر اس دعوت کو قبول کر لیا اور مسجد نبوی شریف میں درس حدیث کا آغاز کیا۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی فضل و کرم تھا چنانچہ منقول ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ کو روزانہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ **سُبْحَانَ اللَّهِ!!** بالآخر برصغیر کے مسلمانوں کی قسمت جاگ اٹھی اور آپ نے فیضانِ حدیث کو ہند میں جاری کرنے لئے مدینہ طیبہ سے رخصت سفر باندھنے کا ارادہ فرمالیا۔

شیخ محقق نے قطبِ مکہ المکرمۃ شیخ عبدالوہاب متقی سے فیض حاصل کیا چنانچہ اپنے شیخ کے حالات **زَادُ الْمُتَّقِينَ فِي سُلُوكِ طَرِيقِ الْيَقِينِ** میں تحریر فرماتے ہیں جس کا مطالعہ باطن کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

اجازتِ صحاح ستہ:

عارف باللہ شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محقق کو اجازتِ احادیث طیبہ عطا فرمائیں چنانچہ شیخ اپنی تصنیف **زَادُ الْمُتَّقِينَ** میں تحریر کرتے ہیں کہ رخصت ہونے سے قبل حضرت الشیخ نے خلافت بھی عطا فرمائی۔ **اللَّهُ أَكْبَرُ!** یہ خلافت شیخ عبدالوہاب کو شیخ علی متقی سے ملی ہے جنہوں نے چھیالیس (46) حج کئے اور اپنی صدی کے سب بڑے محدث تھے۔

شیخ محقق علی الطلاق مکہ المکرمۃ اور مدینۃ المنورہ سے انوار و تجلیات اپنے سینے میں بسا کر لوگوں کے قلوب منور کرنے کے لئے ہند پہنچے اور حدیثِ پاک کے فیض کو عام کیا گویا آپ علیہ الرحمۃ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے فیضانِ بخاری و مسلم ہیں کیونکہ گزشتہ کئی صدیوں سے برصغیر میں کوئی ایسا محدث نہیں ہوگا جس نے بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے فیض

نہ پایا ہو۔ ﴿ماخوذ از ”قرآن مجید اور معیارِ ہدایت“﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی دعا:

”اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فسادِ دنیا کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری عنایت سے اس قابل (اور لائقِ التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیبِ پاک ﷺ پر درود سلام بھیجتا ہوں، اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلادِ پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔“

﴿اخبار الاخیار، 644﴾

عاجزانہ درخواست:

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ﴿فاطر آیت: 6﴾

ترجمہ: ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو“

شیطان کی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ وہ ہمیں تباہ و برباد کر دے اور صحابہ علیہم الرضوان اور بزرگانِ دین کے عقائد و نظریات سے دور کر دے۔ اسی طرح اس بد بخت کی خواہش ہے کہ مسلمان دنیا کی رنگینیوں میں بد مست ہو جائیں اور قبر و آخرت کو بھول جائیں۔ یاد رکھیں! دنیا

درود و سلام کی بہاریں

قبر سے کستوری کی خوشبو:

قطب زماں سیدی ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان حسنی جزولی رحمۃ اللہ ۸۰۷ھ میں سوس اقصی (مراکش) میں پیدا ہوئے۔ آپ حسنی سادات میں سے تھے کچھ عرصے وطن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فاس چلے گئے اور مدرستہ الصفارین میں داخل ہو گئے حضرت علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ (سن وصال: ۱۰۵۲ھ) نے آپ کے تفصیلی حالات تحریر فرمائے جن میں سے چند نکات پیش خدمت ہیں:

صَاحِبُ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، دَخَلَ الْخَلْوَةَ لِلْعِبَادَةِ نَحْوَ أَرْبَعَةِ عَشَرَ عَامًا، ثُمَّ خَرَجَ لِلانْتِفَاعِ بِهِ، فَأَخَذَ فِي تَرْبِيَةِ الْمُرِيدِينَ، وَتَابَ عَلَى يَدِهِ خَلْقٌ كَثِيرٌ، وَانْتَشَرَ ذِكْرُهُ فِي الْأَفَاقِ، وَظَهَرَتْ لَهُ خَوَارِقُ الْعَظِيمَةِ وَمِنْ كَرَامَاتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ بِسَبْعٍ وَ سَبْعِينَ سَنَةً نَقَلُوهُ مِنْ قَبْرِهِ فِي بِلَادِ السُّوسِ إِلَى مَرَاكِشَ، فَوَجَدُوهُ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ دَفْنٍ، وَلَمْ يَغْيُرْ طُولُ الزَّمَانِ مِنْ أَحْوَالِهِ شَيْئًا وَ أَثَرُ الْحَلْقِ مِنْ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ ظَاهِرٌ كَحَالِهِ يَوْمَ مَوْتِهِ، إِذْ كَانَ قَرِيبَ عَهْدِهِ بِالْحَلْقِ وَ وَضَعَ بَعْضُ الْحَاضِرِينَ إِصْبَعَهُ عَلَى وَجْهِهِ حَاسِرًا بِهَا، فَحَسَرَ الدَّمُ عَمَّا تَحْتَهَا، فَلَمَّا رَفَعَ إِصْبَعَهُ رَجَعَ الدَّمُ، كَمَا يَقَعُ ذَلِكَ فِي الْحَيِّ وَ قَبْرُهُ بِمَرَاكِشَ

کی محبتیں فقط اغراض دنیا کے لئے ہیں۔ ہمارے چاہنے والے اپنے کندھوں پر لاد کر اندھیری قبر میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں گے اور ہمارا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ خدا را!! ہمیں اپنے ایمان کی حفاظت، خوف خدا کے حصول اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو ہمیشہ کے لئے اپنے سینوں میں بسانے کی نورِ قرآن نشست اور ختمِ قادریہ کے معمولات کے ساتھ خادمِ درود پاک بنتے ہوئے اپنے گھرانے کو جنتی گھرانہ بنانے کے لئے ہر جمعۃ المبارک کو نورِ قرآن سے منور ہو جائیں تاکہ ہمارا گھرانہ جنتی ہو جائے اور ہمیں ذہنی و قلبی سکون نصیب ہو۔

پیارے بھائیو! آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور ﷺ صحابہ اور صالحین سے ہمیشہ محبت والفت برقرار رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً ”صلوۃ الحاجات“ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعا کریں کہ ”اے اللہ عز و جل تو میرے ایمان کی حفاظت فرما اور جس طرح آج اے مولیٰ عز و جل! تیری توفیق سے میں صحابہ علیہم الرضوان کی عطا کردہ روشنی کو اپنے سینے میں بسائے ہوئے ہوں اور وسعتِ قلبی کی عظیم نعمت کا چراغ اپنے قلب میں روشن کئے ہوئے ہوں۔ مجھے اسی اسلامی عقیدے پر ثابت قدمی نصیب فرما اور نورِ القرآن کو ساری دنیا میں عام فرما۔“ امین بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ ﷺ

ختم شد

اہم اعلان: قرآن پاک اور درود پاک کے ٹوکن خادمِ درود سے ہر ماہ ضرور طلب فرمائیں۔

عَلَيْهِ جَلَالَةٌ عَظِيمَةٌ وَالنَّاسُ يَزِدُّ حُمُومَ عَلَيْهِ وَيُكْثِرُونَ مِنْ قِرَاءَةِ
دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ عِنْدَهُ. وَثَبَتَ. أَنَّ رَائِحَةَ الْمِسْكِ تُوجَدُ مِنْ
قَبْرِهِ مِنْ كَثْرَةِ صَلَوَتِهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

یعنی: مصنف دلائل الخیرات رضی اللہ عنہ چودہ سال تک خلوت نشینی اختیار کر کے عبادت و ریاضت اور منازل سلوک طے کرنے میں مصروف رہے۔ پھر خلق خدا کی رہنمائی اور مریدین کی تربیت کا کام شروع کیا بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ کا چرچا دور دراز تک پہنچا۔ حیرت انگیز خوارق اور بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئی اور ان کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے وصال کے 77 سال بعد آپ کے جسدِ خاکی کو سوس سے مراکش منتقل کیا گیا تو آپ کو ایسے ہی پایا گیا گویا کہ آج ہی دفن کئے گئے ہوں اور طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وصال سے پہلے آپ نے حجامت بنوائی تھی اس کا اثر بدستور موجود تھا۔ ایک شخص نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس جگہ سے خون ہٹ گیا اور جب انگلی اٹھائی تو پھر اپنی جگہ لوٹ آیا جیسے کہ زندوں میں ہوتا ہے۔ مراکش میں آپ کے مزار اقدس پر عظیم ہیبت و جلالت پائی جاتی ہے۔ لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہوتے ہیں اور دلائل الخیرات پڑھتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود و سلام پیش کرنے کی برکت سے آپ کی قبر انور سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔ آپ کی شہرہ آفاق کتاب دلائل الخیرات کا پورا نام دَلَائِلُ الْخَيْرَاتِ وَشَوَارِقُ الْأَنْوَارِ فِي ذِكْرِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ ہے۔ حضرت علامہ مہدی الفاسی علیہ الرحمۃ ﴿سن وصال: ۱۰۵۲ھ﴾ مطالع المسرات میں لکھتے ہیں: ”یہ کتاب حضور ﷺ کی بارگاہ

میں درود و سلام پر مشتمل ہے اور آيَةُ مَنْ آيَاتِ اللَّهِ (اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی) ہے۔ مشرق و مغرب اور خاص طور پر روم کے شہروں میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں جس عقیدت اور محبت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں ان کے چند نظائر یہ ہیں:

☆ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمَوْصُوفِ بِالْجُودِ وَالْكَرَمِ

ترجمہ: اے اللہ اس ذات اقدس پر رحمت نازل فرما جو جود و کرم سے متصف ہیں“

☆ سَيِّدُنَا كَاشِفُ الْكُرْبِ

ترجمہ: ہمارے آقا ﷺ مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں

☆ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى كَاشِفِ الْغَمِّ

ترجمہ: اے اللہ درود بھیج غم کے دور کرنے والے پر

سبحان اللہ! انبیاء اور صالحین سے الفت اور محبت رکھنے والوں پر خصوصی کرم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ بعطاء پروردگار مشکل کشا جاننے والے صاحب دلائل الخیرات سیدی محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ 16 ربیع الاول 870ھ کو بمقام آفرغال نماز فجر میں اس طرح دنیا سے کوچ ہوئے کہ آپ سجدہ ریز تھے۔ معلوم ہوا کہ جو دنیا میں صالحین سے محبت رکھتا ہے وہ اس طرح دنیا سے رخصت ہوتا ہے کہ اس کے لبوں پر رب تعالیٰ کا نام جاری و ساری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدی محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے شیطان کے مکروہ و فریب سے محفوظ فرمائے اور ہمیں بھی ایسی عظیم الشان موت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی اکرم ﷺ



WEEKLY
PROGRAM

مشکلات اور پریشانیوں سے نجات کیلئے

ہفت روزہ

رحمتوں کے سائے میں منفرد محفل حمزہ غوثیہ آئیں!
رزق میں برکت اور غیبی امداد کیلئے روحانی محفل میں شامل ہوں

حکیم قرآن شریف

اللہ کے مبارک ناموں کا ذکر

درس قرآن پاک

خصوصی اجتماعی دعا

مرد حضرات کیلئے

ہر اتوار بعد نماز عصر تا مغرب

جامع مسجد بہار شریعت
بہار آباد کراچی

خواتین کے لئے

ہر ہفتہ دوپہر 2:30 سے 4:45 تک

قادی (شہزادہ لان
حمزہ (جیل چورنگی کراچی)

ویب سائٹ: www.noorequran.net, www.khatmeqadria.net